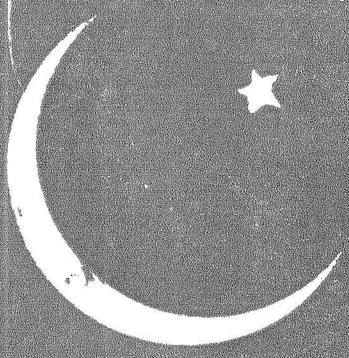


ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم فروری ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ذکرِ الٰہی

(از جناب صوفی محمد شفیع عمر الدین ۔ دفتردار میرپور خاص)

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۱۱ ۔ جنوری ۱۹۵۷ء

(۴)

ذکر الٰہی کی بدولت دُنیاوی تفکرات اور مصائب سے نجات ملتی ہے

دُنیاوی تفکرات اور مصائب میں ہم اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ در بدر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ کہ یک در گیر و محکم گیر کے مقولہ کو بھول جاتے ہیں۔ ہماری پریشانیوں اور مشکلات کا حل اللہ تعالےٰ نے یوں تجویز فرمایا ہے:۔

(وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّھُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

(سورہ البقرہ رکوع ۵ ۔ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور صبر کرنے اور نماز پڑھنے سے مدد لیا کرو۔ اور بے شک نماز مشکل ہے۔ مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے۔ اور انہیں اسکے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (مولانا احمد علی صاحب لاہوری)

الحاصل ہم ضعیف بندے ہر وقت امدادِ الٰہی کے محتاج ہیں۔ اور اس کا حصول ان دو باتوں میں پوشیدہ ہے۔

(۱) صبر کیا کریں۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ رکھ کر چُپ چاپ اپنے روزانہ معمولات کو ڈٹ کر کرتے رہیں۔ مومن گھبراہٹ کے موقعہ پر مایوس اور ناامید نہیں ہُوا کرتا بلکہ صبر کا دامن پکڑ کر تقویت قلب حاصل کرتا ہے۔

(۲) اور فرائض نماز کی ادائیگی میں کسلمندی اور سُستی کو ہرگز قریب نہ آنے دیں۔

اسی سلسلہ میں تفسیر ابن کثیرؒ کے مندرجہ ذیل الفاظ ہروقت ذہن نشین رکھیں:۔

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام مشکل اور غم میں ڈال دیتا تو آپ نماز پڑھا کرتے۔ فوراً نماز میں لگ جاتے۔ چنانچہ جنگ خندق کے موقعہ پر رات کے وقت جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں تو آپ کو نماز ہی میں پاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں میں نے دیکھا کہ ہم سب سو گئے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات نماز میں رہے۔ اور دُعا مانگتے رہے۔"

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"یعنی اس کی عادت کرو تاکہ سب کام دین کے آسان رہیں۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس اسوۂ حسنہ پر عمل کی توفیق دے۔

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر یوں آیا ہے:۔

فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝

(سورہ قٓ رکوع ۳ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ پس ان باتوں پر صبر کر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کر تعریف کے ساتھ دن نکلنے سے پہلے اور دن چھپنے سے پہلے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "کہ یہ دو وقت یاد کے ہیں اور عبادت اور دعا بہت قبول ہوتی ہے۔"

استماع قولِ رحمٰں ذکرِ گوش
ناتوانی روز و شب در ذکر کوش (عطارؒ)

اسی لئے حضرات صوفیاء کرام بعد نمازِ فجر تا طلوعِ آفتاب ذکر و فکر اور مراقبہ میں مشغول رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بعد نماز عصر۔ عصر اور مغرب کے درمیان حتی المقدور کچھ وقت یادِ الٰہی کے لئے تجویز فرماتے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ جب آپ کو ایک بہت بڑی مچھلی نے نگل لیا تو اس کے پیٹ میں پہنچ کر بھی آپ فوراً ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور نماز میں لگ جاتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

پکار اُٹھتے ہیں۔ آپ جب بخیر و عافیت زمین پر سکونت پذیر تھے۔ تب بھی نماز اور یادِ الٰہی کا شغل جاری رکھتے تھے اب جب آزمائش کی گھڑی آئی اور مچھلی کا پیٹ مسکن بنا۔ تب بھی اللہ کی یاد کے دستور العمل پر کاربند رہے۔ اور اسی چیز کو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے آپ کی نجات کا باعث بتایا۔ ارشادِ باری تعالےٰ ملاحظہ فرمائیے

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ سورہ والصّٰفّٰت رکوع ۵ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ پھر اسے مچھلی نے لقمہ بنا لیا۔ اور وہ پشیمان تھا۔ پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھا۔ تو وہ اس کے پیٹ میں اُس دن تک رہتا جس میں لوگ اُٹھائے جائیں گے۔ پھر ہم نے اسے میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا۔

الحاصل (۱) اپنی خطاؤں پر پشیمانی۔

(۲) اور ذکر الٰہی کا شغل جاری رکھنے سے بفضلِ عزوجل مصائب سے نجات ملتی ہے۔

ابن عباسؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ آرام اور راحت کے وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تو وہ سختی اور بےچینی کے وقت تمہاری مدد کرے گا۔ (ابن کثیر)

ذکرِ الٰہی سے گھروں کی رونق ہے

وہ گھر جس میں ہمیشہ اللہ اللہ کا شغل جاری رہتا ہے۔ وہ گھر جس میں ہمیشہ حدیث شریف پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ وہ گھر جس میں سب اہل خانہ نماز کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اور گھر میں نوافل پڑھتے رہتے ہیں۔ بڑی برکت والا ہے خواہ یہ گھر بالکل سادہ اور معمولی ہو اور ظاہرہ سجاوٹ کا اُدھر نام و نشان بھی موجود نہ ہو۔

اس کے برعکس وہ گھر جس میں ظاہراً زیب و زیبائش کا تو بہت بڑا اہتمام ہو مگر اہل خانہ ذکر الٰہی سے غافل ہوں۔ تو وہ بڑا ہی بے برکت گنا جائے گا۔ وہ زندوں کا مسکن نہیں بلکہ مُردہ دلوں کا ٹھکانا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے:۔ مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِىْ يُذْكَرُ اللهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِىْ لَا يُذْكَرُ اللهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ (مشارق الانوار بحوالہ مسلم شریف)

(ترجمہ:۔ وہ گھر جس میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ اور وہ گھر جس میں ذکر الٰہی نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی مثل ہے۔)

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۳۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق یکم فروری سنہ ۱۹۵۷ء | شمارہ ۲۸

کشمیر کشمیریوں کا ہے (سلامتی کونسل)

کشمیر کے بارے میں سلامتی کونسل کا پہلا فیصلہ قارئین کرام نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ کونسل کے اراکین کی اکثریت بلکہ جمعیت کی (کیونکہ صرف ایک ممبر روس غیر جانبدار رہا) رائے نے اس امر کی توثیق کر دی ہے کہ ہندوستان کشمیر کو کسی صوبہ میں ضم نہیں کر سکتا۔ دوسرے الفاظ میں یہ پاکستان کے کیس کی کامیابی کی دلیل اور اس کے حق پر مبنی ہونے کی تائید ہے۔ کشمیر کو دوسرے صوبہ میں منسلک کرنا ہندوستان کی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ جغرافیائی طور پر کشمیر جتنا مشرقی پنجاب (بھارت) سے قریب ہے۔ اس کو جغرافیہ کا ابتدائی طالب علم بھی بخوبی جانتا ہے اور نہ بھارت کو مقبوضہ کشمیر کو مدغم کرنے کی کوئی اور شدید ضرورت لاحق ہوئی ہے۔ بلکہ بھارت اپنی مکروہ نیت کے تحت کشمیر کے نام کو ہی حرف غلط کی طرح مٹانا چاہتا ہے تاکہ کل کو وہ کہہ دے ہمارے ہاں کشمیر کی ریاست ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے دعویدار یا استصواب رائے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن بھارت ایسے اقدام سے اپنے علاوہ کن کو دھوکا دیگا؟ اور کون انہیں دھوکا دینے دے گا؟

اس فیصلہ سے ہندوستان کے بہت سے اور بھی دعاوی کا بطلان ہو گیا ہے اولاً یہ کہ وہ اپنے نمائندہ کے بیان کے مطابق مسئلہ کشمیر کو مسئلہ نہیں مانتا تھا۔ اب اس پر ظاہر ہو گیا ہے کہ دنیا کی رائے عامہ اس کے خلاف ہے۔ ثانیاً حفاظتی کونسل پاکستان کے اس موقف کو تسلیم کرتی ہے کہ مسئلہ کا حل یک طرفہ ہٹ دھرمی سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صحیح طور پر رائے دینے کا حق فقط کشمیریوں کو ہے۔ ان کی رائے کو رد کر دینے کا اختیار بھارتی سنگینوں کو نہیں دیا جا سکتا اس کے علاوہ روس کے رویہ نے بھارت پر ثابت کر دیا ہے کہ دنیا پر پارٹی پالٹیکس کے خواہ کتنے ہی مہیب بادل کیوں نہ چھا جائیں۔ وہ حق و انصاف کی کرنوں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے اور رابعاً بھارت اب سلامتی کونسل کے فیصلوں سے گریز نہیں کر سکتا۔ اس کے نمائندہ نے جی بھر کے حفاظتی کونسل میں تقریر کی اور انصاف کی آواز کو دبانے کی کوشش کی۔ اب وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ ہم سلامتی کونسل کا فیصلہ نہیں مانتے۔ کیونکہ اگر ایسا کہنے کا خیال تھا تو نئی دہلی سے روانہ ہی نہ ہوتے۔ نمائندگان پاکستان کا فرض ہے کہ آئندہ اقدام کے لئے فی الفور کوشش شروع کر دیں اور اس وقت تک چین نہ لیں۔ جب تک کشمیر کے 40 لاکھ باشندوں کو حق خود اختیاری نہیں مل جاتا۔

خدا کا خوف کیجئے

گرانی اور نایابی کی وجہ سے جس پریشان حالی اور کس مپرسی میں ملک کا ادنیٰ ملازمین کا طبقہ گزر رہا ہے۔ اس کا اندازہ ارباب اختیار نہ لگا سکتے ہیں اور نہ کبھی لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوں تو گرانی امیر و غریب، تاجر و مشتری اور ملازم و ملازمت دہندہ سب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لیکن ان سب میں زیادہ سے زیادہ ادنیٰ ملازمین کا طبقہ ہی پٹ رہا ہے۔ وہ لوگ جو شاندار مشاہرے پاتے ہیں یا وہ لوگ جن کے ذرائع آمدنی "اکل حلال" سے متجاوز ہیں۔ ان کو تو گرانی کیا کہے گی۔ لیکن کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازم حقیقتاً اس زمانے میں نان جویں بھی بہم نہیں پہنچا سکتے۔ حکومت نے ان کی اشک شوئی کے لئے گرانی الاؤنس تو مقرر کر رکھا ہے۔ لیکن ہماری اطلاع کے مطابق اس کی شرح آج سے پورے آٹھ سال پہلے مقرر کی گئی تھی۔ ان آٹھ سال میں اشیائے ضروریہ کی قیمت کم از کم چار پانچ گنی ہو گئی ہے۔ لیکن بیچارے ملازمین کی تنخواہیں وہی ہیں۔ اگر موسم سرما آتا ہے۔ تو ان کے پاس گرم کپڑے نہیں ہوتے اور اگر جوں توں کر کے سرما کٹتا ہے تو گرما گزارنے کی پیچیدگیاں سامنے آ جاتی ہیں۔ چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کے مسائل۔ جوان اولاد کی شادیوں کا دھندا۔ رہائش کا سوال۔ یہ سب باتیں اس طبقے کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ ایسا طبقہ اقلیت پر مبنی نہیں۔ بلکہ آبادی کا بیشتر حصہ اسی پر مشتمل ہے۔

اگر اراکین حکومت کو وزارتی جھمیلوں سے فرصت مل جائے اور وہ اپنے طویل دوروں سے وقت نکال لیں تو برائے خدا ادھر بھی توجہ فرمائیں یہ عدم توجہی کا ہی نتیجہ ہے، کہ غربا غریب سے غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور ملک کی عافیت و آسائش سمٹ سمٹا کر چند ہاتھوں میں جا رہی ہے۔ ملک کی اکثریت کی قسمت کی باگ ڈور چند لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی ہے

ان کے علاوہ سرکار دولتمدار کے پنشن یافتہ ملازمین بھی نظر کرم کے محتاج ہیں۔ ذرا خیال کیجئے کہ جو شخص پچاس یا سو روپیہ پنشن پاتا ہے وہ کس طرح اس قلیل رقم میں گزر اوقات کر سکتا ہے۔ پنشن سے پہلے ایک ہزار تنخواہ والوں کو مہنگائی الاؤنس ملتا تھا۔ پنشن ملنے کے بعد صرف سو یا زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو پنشن والوں کو مہنگائی الاؤنس دیا جاتا ہے آمدنی آدھی رہ گئی اور مہنگائی الاؤنس بند ہو گیا۔ یہ گزر اوقات کریں تو کس طرح؟ جن کی عمر کا بہترین حصہ آپ کی خدمت میں گزر چکا ہے۔ ان سے یہ بے اعتنائی اچھی نہیں۔ کسی آزاد اور خود مختار مملکت میں نہ اتنی قلیل پنشن دی جاتی ہے اور نہ اس طرح مہنگائی الاؤنس سے ان کو محروم کیا جاتا ہے۔ پنشن کے موجودہ سکیل اور رولز دور غلامی کی یادگار ہیں اور ہماری حکومت کو ان کو بدلنے کی اب تک توفیق نہیں ہوئی۔ خدا کرے کہ اب ہمارے توجہ دلانے پر ہو جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳-جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ - ۲۵-جنوری ۱۹۵۷ء

سُنَّۃُ اللہِ - سُنَّۃُ الانس

اللہ تعالیٰ کی عادت - انسانوں کی عادت

اِنسانوں کی عادت کا نتیجہ

تمہید

(ازجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تعالیٰ کو علم تھا۔ کہ میں نے انسان کی دو زندگیاں بنائی ہیں۔ ایک فانی۔ دوسری دائمی۔ دُنیا کی فانی زندگی گزارنے کے لئے خداداد عقل کے ذریعہ سے کچھ اُلٹا سیدھا کام چلالے گا۔ انسان کو جو ضرورت پیش آئیگی عقلِ خداداد کے ذریعہ سے کوئی نہ کوئی حل تجویز کر لے گا۔ مثلاً کاشت کرنا چاہیگا تو نہر کھود کر دریا سے پانی لے آئیگا۔ جہاں کوئی دریا قریب نہیں ہوگا۔ وہاں کنواں کھود کر کھیت کو پانی دے لیگا۔ گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے مکان بنا لیگا۔ کھانا پکانے کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آئیگا

مگر

اس دائمی اور ابدالآباد کی زندگی سے بالکل بیخبر ہے۔ جو مرنے کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ کیونکہ مرنے کے بعد کوئی انسان لوٹ کر نہیں آیا۔ جو انسانوں کو یہ بتلا سکے کہ اُس جہان میں کیا کیا ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ اور ان کا حل کیا ہے۔ جو دُنیا سے تیار کر کے لے جانا چاہئے۔ اس لئے سوائے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اور کوئی بھی دوسرے جہان کی ضرورتوں کی نہ کوئی تفصیل بتلا سکتا ہے اور نہ ان ضرورتوں کے حل کرنے والے اسباب بتلا سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت نے ہر دور میں انسانوں کی راہ نمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اور ان حضرات کی وساطت سے انسان کو دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا نظام الاوقات (پروگرام) عطا فرمایا۔ جس پر انسان عمل کریں۔ تو ان کی دُنیا کی زندگی بھی سنور جائے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کے لئے بھی سرمایۂ نجات یہیں سے لیکر جائیں۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ انسان کو خبردار کرتا ہے۔ (یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ سورہ الحشر رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ اور ہر شخص کو سوچ لینا چاہیئے۔ کہ کل کے لئے آگے کیا بھیج رہا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ اس چیز سے باخبر ہے۔ جو تم کرتے ہو۔

کل سے مراد آئندہ

اس آیت سے انسان کو نصیحت کی گئی ہے۔ کہ تجھے اپنے اعمال کل کے نتائج کو مدنظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ کل کے لفظ سے مراد دراصل آئندہ ہے۔ اور آئندہ کے مفہوم میں دُنیا کی زندگی اور موت کے بعد آنے والی زندگی دونوں مراد لی جاسکتی ہیں۔ یعنی اے انسان ایسے کام کر ان کی برکت سے تیری دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے اور مرنے کے بعد والی زندگی میں بھی تم خوشحال رہو۔

خوفِ خدا

اور اس آیت میں خوف خدا کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر انسان دو دشمنوں کے نرغے میں آیا ہُوا ہے۔ ایک نفس اور دوسرا وہ شیطان جو حسبِ ارشادِ نبویؐ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ دونوں یہ چاہتے ہیں۔ کہ انسان خواہشات نفسانی اور لذّات دنیوی میں غرق رہے۔ خواہ اس کی عاقبت برباد ہی ہو جائے۔ اور جہنم میں جائے مثلاً تاجر کو یہ سکھاتے ہیں۔ کچھ نرخ کے سمجھوتہ میں گاہک سے کما۔ اور کچھ کم تولنے یا ناپنے میں کما۔ سرکاری عہدہ داروں کو سکھاتے ہیں۔ کہ حکومت سے تنخواہ لے۔ اور رعایا سے رشوت لے کر کام کر۔ اور عیاش مزاج انسانوں کے دل میں خیال ڈالتے ہیں۔ کہ اپنی بیوی تو تم دیکھی ہُوئی ہے۔ وقتی طور پر آوارہ مزاج عورتوں کو کچھ دے دلا کر ان سے بھی لطف اُٹھا۔ ان دونوں دشمنوں کی دل میں القاء کردہ بُرائیوں سے روکنے والی چیز فقط خوف خدا ہے۔ اگر یہ چیز انسان کے دل کے رگ و ریشہ میں پیدا ہو جائے تو گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ جس طرح کہ حدیث شریف میں ایسے سات قسم کے انسانوں کا ذکر آتا ہے۔ جنہیں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا جس دن اس کی رحمت کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جسے کوئی عورت بُرائی کی طرف دعوت دے اور وہ اللہ کے خوف سے اس گناہ سے باز رہے۔

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں۔ جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس دن سوائے اس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (۱) انصاف کرنے والا حاکم اور (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو و نما پایا ہے۔ اور (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہُوا ہے۔ جب اس سے نکل کر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوٹ کر آئے۔ اور (۴) وہ دو آدمی جو اللہ واسطے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی خیال سے اکٹھے ہوئے۔ اور یہی خیال رکھتے ہُوئے جدا ہوئے۔ اور (۵) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ جاتے ہیں۔ اور (۶) وہ شخص جسے ذاتی خوبیوں والی خوبصورت عورت (بُرائی کے لئے) دعوت دے۔ پھر وہ کہے۔ کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور (۷) وہ شخص جو صدقہ دے۔ ایسی طرح کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو۔ کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا علم ہے

گزشتہ آیت کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے تمام اعمال کا علم ہے۔ (اگرچہ تم اسے نہیں دیکھتے۔ مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے) لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ سورہ الانعام رکوع ۱۳ پارہ ۷

ترجمہ۔ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے۔

سُنّۃ اللہ

ہر دور میں سنۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی عادت) یہی رہی ہے کہ انسانوں کی ایسی راہ نمائی کی جائے۔ کہ نفس اور شیطان کے پنجے سے بھی بچ جائیں۔ اور ان کی دونوں زندگیاں بھی سنور جائیں۔

نوحؑ کی قوم کے لئے اصلاحی نظام الاوقات

اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی وساطت سے اس زمانہ کے لوگوں کو یہ اصلاحی پیغام پہنچایا۔

(إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ)

سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس سے پہلے کہ ان پر درد ناک عذاب آپڑے۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم بیشک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور تمہیں ایک وقت تک مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھیرایا ہوا ہے۔ جب آجائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی۔ کاش تم جانتے +) اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کی صحیح راہ نمائی کا حق اپنی سنّت (عادت) کے مطابق ادا کر دیا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کا جواب

(فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ۝) سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ پھر اس کی قوم کے جو بڑا فرسردار تھے۔ وہ بولے۔ ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں۔ جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے۔ اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت بھی نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

باب رحمۃ الٰہی کی توہین

نوح علیہ السلام کی گمراہ قوم کو دُنیا کی ذلّت اور آخرت کے عذاب سے بچانے کے لئے جو رحمت الٰہی کا دروازہ (یعنی ان کے مصلح نوح علیہ السلام کی تشریف آوری) کھلا تھا۔ اس کی توہین کرکے اس دروازے کو پورے زور سے بند کرنا چاہتے ہیں

ناشکری کی عادت

(وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ اور نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ مگر جو لا چکا پھر غم نہ کر۔ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ اور ظالموں کے حق میں مجھ سے کوئی بات نہ کر بیشک وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اُترتا ہے۔

عادت کا نتیجہ

(حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا۔ اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا کشتی میں ہر قسم کا جوڑا نر مادہ چڑھا لے۔ اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور سب ایمان والوں کو۔ اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

بقول مفسرین حضرات ایمانداروں کی تعداد کل اسی تھی۔ فقط حضرت نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے بچ گئے۔ باقی سب غرق ہو گئے۔

سنۃ اللہ کے مطابق قوم ہودؑ کو دعوت

(وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ کہا۔ اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائیگا اور تمہاری قوّت کو اور بڑھائیگا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

اصلاحی نظام الاوقات کے تسلیم کرنے سے انکار

اللہ تعالےٰ نے اپنی سُنّت کے مطابق ہود علیہ السلام کی قوم کے لئے جو اصلاحی نظام الاوقات نازل فرمایا تھا اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

(قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ کہا۔ اے ہودؑ۔ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

انکار کی عادت کا نتیجہ

(وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ . . . . وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۝) سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہودؑ کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ . . . . . . اور اس

دُنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے ۔ اور قیامت کے دن بھی ۔ خبردار ہ بیشک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی ۔ اللہ کی رحمت سے دُور کی گئی ۔

صالح کی قوم کے لئے اصلاحی نظام الاوقات

(وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا ۔ کہا ۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ اسی نے تمہیں زمین سے بنایا ۔ اور تمہیں اس میں آباد کیا ۔ پس اس سے معافی مانگو ۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو ۔ بیشک میرا رب نزدیک ہے ۔ قبول کرنے والا ۔

اصلاحی نظام الاوقات کے تسلیم کرنے سے انکار

(قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝)

سورہ ہود رکوع ۶ پارہ ۱۲

ترجمہ ۔ انہوں نے کہا ۔ اے صالح ۔ اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی ۔ کیا تم ہمیں ان معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہو کہ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں ۔ اور جس طرف تم ہمیں بلاتے ہو ۔ اس سے تو ہم بڑے شک میں ہیں ۔

انکار کی عادت کا نتیجہ

(فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۝ وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ کَفَرُوْا رَبَّھُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝) سورہ ہود رکوع ۷ پارہ ۱۲

ترجمہ ۔ پھر جب ہمارا حکم آپہنچا ۔ تو ہم نے صالح کو ۔ اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے ۔ اپنی رحمت سے بچا لیا ۔ اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی ۔ بیشک تیرا رب وہی زور والا زبردست ہے ۔ اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا ۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ۔ گویا کہ کبھی وہاں رہے ہی نہ تھے ۔ خبردار ۔ ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا تھا ۔ خبردار ثمود پر پھٹکار ہے ۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے ۔ فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۔"

"سورہ اعراف کے رکوع ۱۰ میں قوم ثمود کے متعلق زلزلہ کا لفظ آیا ہے ۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اُوپر سے فرشتے کی ہولناک آواز آئی ہو ۔

ہر قوم میں ہادی آئے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ اس نے اپنی سُنّت کے مطابق ہر قوم میں ہادی بھجوائے ۔ (وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ) سورہ فاطر رکوع ۳ پارہ ۲۲ ترجمہ ۔ اور کوئی اُمت نہیں گزری مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزر چکا ہے ۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں ۔ "ڈر سنانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام جو اس کی راہ کی طرف بلائے ۔"

ہادیوں سے بدسلوکی

بجز معدودے چند خوش نصیب انسانوں کے ہر دور کے انسانوں نے اپنے ہادیوں سے بدسلوکی کی ۔ (کَذٰلِکَ مَآ اَتَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝) سورہ الذاریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ ۔ اسی طرح ان سے پہلوں کے پاس بھی جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا ۔ کہ جادوگر یا دیوانہ ہے ۔

سب سے آخری اصلاحی نظام الاوقات

گزشتہ اُمتوں میں سے چند اُمتوں کے بطور نمونہ حالات پیش کئے گئے ہیں جن میں خوش نصیب انسانوں کے لئے کافی عبرت ہے ۔ کہ وہ ان واقعات سے سبق حاصل کرکے اپنی اصلاح کر سکیں ۔ اب سب سے آخری اصلاحی نظام الاوقات جو انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے ۔ بدنصیب انسانوں نے جو اس کے ساتھ اور اس کے لانے والے کے ساتھ سلوک کیا ہے ۔ وہ بھی سُن لیجئے ۔

تسلیم کرنے سے انکار

اس نظام الاوقات کے ساتھ بھی ایک معتد بہ جماعت نے مکہ معظمہ میں وہی سلوک کیا ۔ جو پہلے انسانوں کی عادت چلی آرہی تھی ۔ (وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا ۝ اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ؕ) الآیہ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پارہ ۱۵

ترجمہ ۔ اور کہا ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے ۔ یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کردے ۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو ۔ پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کردے یا جیسا تو خیال کرتا ہے ۔ ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دے ۔ یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آ ۔ یا تیرے پاس کوئی سونے کا گھر ہو ۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے ۔ اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے ۔ یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایسی کتاب لائے ۔ جسے ہم بھی پڑھ سکیں ۔

انکار کی عادت کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی کامیابی اور فتح کی بشارت عطا فرمائی ۔ اور ان انکار کرنے والوں کی ذلت اور رسوائی کا پتہ دیا ہے ۔ (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝) سورہ النصر پارہ ۳۰ جب اللہ کی مدد اور فتح آ چکی ۔ اور تو نے لوگوں کو اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیا ۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے ۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ۔

مستثنیات

یہ قاعدہ کلیہ ہے ۔ کہ ہر قاعدہ میں سے کچھ مستثنیات بھی ہوا کرتی ہیں ۔

اسی طرح اگرچہ ہر پیغمبر کی ہر قوم کے اکثر افراد نے مخالفت ہی کی ہے ۔ مگر بعض خوش نصیب انسان ان پر ایمان بھی لاتے رہے ہیں ۔ اس قسم کے حضرات اپنے پیغمبر کی معیت میں عذاب الٰہی سے بچا لئے جاتے تھے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

اللہ تعالیٰ نے جتنی قبولیت رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا میں عطا فرمائی ہے ۔ اتنی قبولیت کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی ۔ اور کسی پیغمبر کی اُمت قیامت تک اعلاء کلمۃ اللہ نہیں کرے گی ۔ فقط آپ ہی کی امت کو یہ شرف حاصل ہے کہ قیامت تک اعلاء کلمۃ الحق اسی کے ذریعہ سے ہوتا رہے گا ۔ اللھم اجعلنا منھم

آج کل بھی دونوں سُنّتوں پر عمل ہو رہا ہے۔

سُنّۃ اللہ

اللہ تعالےٰ کا تجویز کردہ نظام الاوقات قرآن مجید موجودہ دور کے انسانوں کے لئے صحیح و سالم بلا کم و کاست موجود ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے ساڑھے تیرہ سو سال سے کی ہے۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کے تربیت یافتہ حضرات ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے۔ اسی طرح آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے علماء دین اشاعت کتاب و سنّت کر رہے ہیں۔ اور الحمدللہ تبلیغ دینِ حق کا کام عمدہ طریقہ پر ہو رہا ہے۔

سُنّۃ الانس

جس طرح پہلی اُمّتوں میں سے اکثریت انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کیا کرتی تھی۔ اسی طرح آج بھی غیر مسلم اقوام کی اکثریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کی مخالف ہے۔ اور تو اور خود

مسلمانوں کی اکثریت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کی عملاً مخالف ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کی مخالفت کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

شہادت

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی رواہ الترمذی۔ ترجمہ - عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ میری امت پر بھی ضرور وہ وقت آئے گا۔ جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جس طرح ایک پاؤں کا جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی ایسا تھا جس نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی تھی تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو یہ کام کرے گا۔ اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔ سوائے ایک فرقے کے سب دوزخ میں جائیں۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہر کلمہ گو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مسلمانوں کا فرض

ہے کہ اپنے ہر مقتداء اور ہر خطیب مسجد سے یہ استدعا کریں۔ کہ ہمیں وہ دین سکھائے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں

حق گو اور حق پرست علماء کرام

بھی موجود ہیں جو فقط اس دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ جو حضور انور کے زمانہ مبارک سے آ رہا ہے۔ جس کا منبع قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

آخری دُعا

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے سب خطیبوں کو اسی اصلی۔ کھرے اور سچے اسلام کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ

(بقیہ ہفتہ وار خبریں صفحہ ۱۷ سے آگے)

بغداد ۲۵ر جنوری - عراق اور ترکی کی حکومتوں نے آج ایک پریس نوٹ میں سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ پاکستان کشمیر کے معاملہ میں جو قدم اُٹھائے گا۔ عراق اور ترکی اس کی پوری پوری حمایت کریں گے۔

کراچی ۲۶ر جنوری - ریاست کشمیر کو بھارت میں شامل کرنے سے متعلق بھارت کی سازش کے خلاف بطور احتجاج آج پاکستان کے دونوں حصّوں اور آزاد کشمیر میں "یوم سیاہ" منایا گیا۔ مُلک کی تمام سیاسی مذہبی تجارتی اور طلباء کی جماعتوں نے مظاہرے کئے اور جلسے منعقد کئے۔ ہر قسم کے تجارتی اور کاروباری ادارے دن بھر بند رہے اور ٹرانسپورٹ سروسیں معطل رہیں۔ ہر شہر میں سیاہ جھنڈے عمارتوں پر سیاہ پرچم لہرائے گئے۔

کراچی ۲۶ر جنوری - آج رات یہاں بتایا گیا ہے کہ سلامتی کونسل مسئلہ کشمیر پر اپنی دوبارہ بحث اگلے منگل کو پھر شروع کرے گی۔

لاہور ۲۶ر جنوری - ایچیسن کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر ذوالفقار علی شاہ نے کل شام نظریہ تعلیم پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صحت مند انسانی معاشرے کی تعمیر کے لئے تعلیم کی بنیاد ان ابدی اور آفاقی اصولوں پر استوار ہونی چاہئیے جو خدا نے اپنے برگزیدہ رسولوں کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کے لئے نازل کئے تھے۔

سیالکوٹ - ۲۶ر جنوری - مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں نے اپنے پاکستانی بھائیوں سے فریاد کی ہے۔ کہ انھیں بھارتی حملہ آوروں کے جبر و تشدد سے بچانے کے لئے وسیع پیمانے پر مہم شروع کریں اور ان مسلمانوں کو آزاد کرائیں جو مقبوضہ کشمیر میں قیدیوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

کھٹمنڈو - ۲۶ر جنوری - نیپال کے وزیر اعظم نے آج یہاں کہا کہ کشمیر کے مسئلہ پر سلامتی کونسل کی حالیہ قرارداد غیر تسلی بخش ہے۔

لندن ۲۶ر جنوری - "مانچسٹر گارڈین" نے اقوام متحدہ میں کرشنا مینن کی نہایت طویل تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسٹر مینن کا یہ کارنامہ ایسا ہی تھا۔ جیسے کوئی بیرسٹر کسی کمزور مقدمے میں دلائل پیش کرتے ہوئے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو۔

واشنگٹن - "ڈیلی نیوز" نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔

لندن ۲۶ر جنوری - امریکہ نے برطانیہ کی اس درخواست کو مسترد کر دیا ہے کہ اس سال اُس ڈالری قرضہ کا سود وصول نہ کیا جائے جو ۱۹۴۵ء میں برطانیہ نے لیا تھا۔

تہران - ۲۶ر جنوری - تہران کے اخبارات نے معاہدہ بغداد کے چار مسلم ممالک کے حالیہ اجلاس انقرہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس مشترکہ اعلان کی تائید کی ہے جو صدر امریکہ کے منصوبہ مشرق وسطیٰ کی حمایت میں جاری کیا گیا ہے۔

وادیٔ کشمیر حضورِ باری تعالےٰ میں

جناب لال دین صاحب اختر بی۔ اے بی ٹی۔ خانقاہ ڈوگراں

"اگر کشمیر جنت ہے تو پھر مسلم کی دولت ہے"

مدد اے خالقِ کون و مکاں فریاد کرتی ہوں
مجھے جنت نشاں یارب بنایا تیری رحمت نے
اگر میں گل بداماں ہوں تو یہ کس کی عنایت ہے؟
زمیں کے بسنے والے مجھ کو کہتے ہیں "حسیں وادی"
مگر نہرو کے ظلم و جور سے ناشاد خاطر ہوں
میری چھاتی پہ پھرتے ہیں۔ تیرے قرآن کے دشمن
ستانا بے کسوں کو ان کی فطرت کا تقاضا ہے
وہ نہرو جس نے جونا گڑھ کو دم بھر میں مسل ڈالا
وہی نہرو مسلّط ہے میری رنگیں بہاروں پر
زمانہ جانتا ہے اے خدا نہرو کی نیت کو
وہ غیرت ہاتھیوں کو جو ابابیلوں سے مروائے
وہ غیرت قیصر و کسریٰ کو جو نیچا دکھاتی ہے
میرے مولا! وہی غیرت تیری گر جوش میں آئے
خداوندا تیرے مسلم یہاں مظلوم پھرتے ہیں
بدل دے ان کی قسمت کو۔ بدل دے ان کی ذلت کو
نکل کر ظلم کے چنگل سے پھر آزاد ہو جائیں
فضائیں میری بھر دے کلمۂ تجید سے یارب
اگر کشمیر جنت ہے تو پھر مسلم کی دولت ہے
دعا ہے اے خدا بستی مری آزاد ہو جائے

مدد اے مالکِ ہر دو جہاں فریاد کرتی ہوں
مجھے خلدِ بریں سی شان عطا کی تیری قدرت نے
اگر فردوس ساماں ہوں تو یہ کس کی بدولت ہے
فلک کے رہنے والے مانتے ہیں "دل نشیں وادی"
میں گو جنت ہوں۔ لیکن اب جہنم سے بھی بدتر ہوں
وہ خونخواروں کا گلہ۔ ڈوگرے۔ انسان کے دشمن
دبانا بے بسوں کو ان کی طینت کا تقاضا ہے
وہ ظالم جس نے دکن میں مسلماں کو کچل ڈالا
ستم کی آگ برساتا ہے میرے لالہ زاروں پر
حقیقت میں وہ چیلنج کر رہا ہے تیری غیرت کو
وہ غیرت آتشِ نمرود پل میں جس سے بجھ جائے
یتیموں بے کسوں کو تختِ شاہی پہ بٹھاتی ہے
یقیں ہے میری پستی آج رفعت سے بدل جائے
غلامانِ محمدؐ اے خدا محکوم پھرتے ہیں
بدل دے ان کی غربت کو۔ بدل دے ان کی نکبت کو
یہ بے کس خانماں برباد ہیں آباد ہو جائیں
ہوائیں میری بھر دے نغمۂ توحید سے یارب
اگر کشمیر دوزخ ہے تو پھر ہندو کی قسمت ہے
یہ جنت ہے بنائے آدم سے پھر آباد ہو جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فرائضِ رسالت

(از جناب ایم۔ عبدالرحمن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

حامدًا و مصلیاً۔ ہر مسلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام رسولوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ جیساکہ اللہ پر، اس کی کتابوں پر، اس کے فرشتوں پر، اور قیامت کے دن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔

سورہ فاطر رکوع ۳

ترجمہ: کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا کی طرف سے کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد رکوع ۱)

ترجمہ۔ ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا بھیجا گیا ہے۔

دنیا میں سینکڑوں پیغمبر لوگوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً تشریف لائے۔ ان کی صحیح گنتی خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ سب سے اول نبی آدمؑ اور سب سے آخر محمد رسول اللہ ہیں۔ ان کے درمیان ۲۳ مشہور پیغمبر آئے جن کے نام قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ان تمام پیغمبروں میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ مگر ان سب میں سے افضل و اعلیٰ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کو خاتم النبیین ماننا ضروری ہے۔ اور تمام مخلوق سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھنا لازمی ہے۔ مگر کسی دوسرے پیغمبر کی تنقیص کرنا بھی حرام ہے۔ نبوت کسبی چیز نہیں ہے۔ کہ وہبی ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ یہ پاک لوگ جنس بشریت سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ان کے ہاتھوں بعض خرق عادت چیزیں پیش آتی ہیں جنکو معجزہ کہتے ہیں۔ خدا کے یہ مقدس لوگ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ یہ حضرات فرشتگان سے بھی افضل ہوتے ہیں۔

احسانِ باری تعالیٰ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ پ ۴ ع ۸

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا جو ان میں انہی کا رسول بھیجا۔ وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے پاک کرتا ہے اور وہ ان کو کتاب اور کام کی بات سکھاتا ہے۔ وہ تو پہلے ہی سے صریح گمراہی میں تھے۔

مومنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا جس سے بے تکلف فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے ان ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس آیت میں حضورؐ کی چار شانیں بیان کی گئی ہیں (۱) تلاوت آیات۔ اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا جن کے ظاہری معنی وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے۔ اور اس پر عمل کرتے تھے۔ (۲) تزکیۂ نفوس۔ نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب، شرک و معصیت سے ان کو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا۔ یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے، حضورؐ کی صحبت اور قلبی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی (۳) تعلیم کتاب۔ یعنی کتاب اللہ کی مراد بتلانا۔ اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنی تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہ کو کوئی اشکال پیش آیا اس وقت آپ کتاب اللہ کی اصلی مراد جو قرائن مقام سے متعین ہوتی تھی بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے۔ (۴) تعلیم حکمت (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا) اور قرآن کریم کے غامض اسرار لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا خواہ تصریحاً یا اشارۃً۔ آپ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اُس ناخواندہ قوم کو فائز کیا جو کہ صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لئے ہادی و معلم بن گئی۔ لہٰذا انہیں چاہیئے کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر پہچانیں۔

آنحضرتؐ ہدایت کے نور ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ پ ۶ ع ۷

ترجمہ۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آئی ہے اور کتاب ظاہر کرنے والی۔ جس سے اللہ ہر اس کو سلامتی کی راہیں ہدایت کرتا ہے جو اس کی رضا کا تابع ہوا اور ان کو اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے چلاتا ہے۔ اور ان کو سیدھی راہ چلاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ سے کہدو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو۔ سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے اور جب اس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو اسی کی دستگیری سے صراطِ مستقیم کو بے تکلف طے کر لو گے۔

آپ نبی اُمّی ہیں۔ اُم والدہ کی طرف منسوب ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ اس پر کمال یہ ہے کہ جن علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا آپ نے افاضہ فرمایا کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں کہ اس کا عشر عشیر پیش کر سکے۔ پس نبی اُمّی کا لقب اس حیثیت سے آپ کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔

آپ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے۔ عرب کے اُمّیین یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں جس طرح خداوند تعالیٰ شہنشاہِ مطلق ہے آپ اس کے رسول مطلق ہیں۔ اب ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس

جامع ترین عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کر آئے ہیں یہی پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانا تمام انبیاء و مرسلین اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لانے کا مرادف ہے۔

ختمِ نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ پ ۲۲ ع ۲

ترجمہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مُہر ہیں اور اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مُہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لئے آپؐ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیحؑ بھی اخیر زمانہ آپ کے اُمتی کی حیثیت میں آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اُس وقت جاری نہ ہوگا جیسے آج تمام انبیا اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر کشش جہت میں عمل صرف نبوتِ محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰؑ زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میری اتباع کے چارہ نہ تھا۔

آپ کا تبلیغی فریضہ

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ پ ۶ ع ۱۴

ترجمہ۔ اے رسول! پہنچا دے جو تجھ پر اُترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تُو نے کچھ نہ پہنچایا اُس کا پیغام۔ اور اللہ تجھ کو بچالے گا لوگوں سے۔ بے شک اللہ راستہ نہیں دکھلاتا کافروں کی قوم کو۔

آپ پر جو کچھ پروردگار کی طرف سے اُتارا جائے آپ بے خوف و خطر بلا تامل پہنچاتے رہیے۔ اگر بفرضِ محال کسی ایک چیز کی تبلیغ میں بھی آپ سے کوتاہی ہوئی تو بحیثیت رسول (خدائی پیغامبر) ہونے کے رسالت و پیغام رسانی کا جو منصب جلیل آپ کو تفویض ہوا ہے سمجھا جائے گا کہ آپ نے اس کا حق کچھ بھی ادا نہیں کیا۔ بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فریضۂ تبلیغ کی انجام دہی پر بیش از بیش ثابت قدم رکھنے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مؤثر عنوان نہیں ہوسکتا تھا۔ آپ نے بیس بائیس سال تک جس بے نظیر اولوالعزمی، جانفشانی مسلسل جد و کد اور صبر و استقلال سے فرض رسالت و تبلیغ کو ادا کیا وہ اس کی واضح دلیل تھی کہ آپ کو دُنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرضِ منصبی (رسالت و تبلیغ) کی اہمیت کا احساس ہے۔ حضور کے اس احساسِ قوی اور تبلیغی جہاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے وظیفۂ تبلیغ میں مزید استحکام کی تاکید کے موقع پر مؤثر ترین عنوان یہی ہوسکتا تھا۔ آپ کی تمام تر کوششوں اور قربانیوں کا مقصدِ وحید ہی یہ تھا کہ آپ خدا کے سامنے فرضِ رسالت کی انجام دہی میں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل فرمائیں۔ لہٰذا یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ کسی ایک پیغام کے پہنچانے میں بھی ذرا سی کوتاہی کریں۔ آپ اپنا فرض ادا کئے جائیں خدا تعالیٰ آپ کی جان اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ وہ تمام روئے زمین کے دشمنوں کو بھی آپ کے مقابلہ پر کامیابی کی راہ نہ دکھائے گا۔ باقی ہدایت و ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ایسی قوم جس نے کفر و انکار ہی پر کمر باندھ لی ہو اگر راہِ راست پر نہ آئے تو تم غم نہ کرو۔ اور نہ مایوس ہوکر اپنے فرض کو چھوڑو۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت ربانی اور آئینِ آسمانی کے موافق امت کو ہر چھوٹی بڑی چیز کی تبلیغ کی۔ نوع انسانی کے عوام و خواص میں سے جو بات جس طبقہ کے لائق اور جس کی استعداد کے مطابق تھی آپ نے بلا کم و کاست اور بے خوف و خطر پہنچا کر خدا کی حجت بندوں پر تمام کر دی۔ اور وفات سے اڑھائی مہینے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جہاں چالیس ہزار سے زائد خادمان اسلام اور عاشقانِ تبلیغ کا اجتماع تھا آپؐ نے علیٰ رؤس الاشہاد اعلان فرما دیا کہ اے خدا! تو گواہ رہ ... میں تیری امانت پہنچا چکا۔

آپ بشیر و نذیر ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ پ ۱۹ ع ۳

ترجمہ۔ اور نہیں بھیجا تجھ کو مگر خوشخبری اور ڈر سُنانے والا۔

اللہ تعالیٰ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ آپ کا کام خدا تعالیٰ کی وفاداری پر بشارات سُنانا اور غداروں کو خراب نتائج و عواقب سے آگاہ کر دینا ہے آگے کوئی مانے یا نہ مانے آپ کو کچھ نقصان نہیں آپ اُن سے کچھ فیس یا مزدوری تھوڑی طلب کر رہے تھے۔ کہ ان کے نہ ماننے سے اُس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ آپ تو اُن سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی چاہے خدا کی توفیق پاکر اپنے رب کا راستہ پکڑے۔ آپ تنہا خدا پر بھروسہ کرکے اپنا فرض دعوت و تبلیغ وغیرہ ادا کئے جائیں کسی کی مخالفت یا موافقت کی پروا نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا۔ سہارا تو اُسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔ اسی پر توکل رکھئے اور اُسی کی عبادت اور حمد ثناء کرتے رہیے ان مجرموں سے وہ خود نبٹ لے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب نبوت ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ پ ۲۲ ع ۳

ترجمہ۔ اے نبیؐ! ہم نے تجھ کو بھیجا حال بتانے والا۔ خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا۔ اور بُلانے والا اللہ کی طرف اُس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔

آپ اللہ کی توحید سکھاتے ہیں اور اُس کا رستہ بتاتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں دل سے اور عمل سے اس پر گواہ ہیں اور محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دینگے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔ نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ اور فرمانبرداروں کو خوشخبری سُناتے ہیں۔

اہل کتاب سے آپؐ کی آمد کا خطاب

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

صدیق اکبر رضؓ

(از مولانا احمد صاحب ایم۔ اے فاضل دیوبند لکھنؤ (انڈیا))

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ رسالت کے رکنِ اعظم تھے۔ جن کی رگ رگ میں عشقِ رسول کی بجلی بھری ہوئی تھی۔ اور زندگی کا ہر لمحہ "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ"لہ کی تفسیر تھا۔ آپ اسلام لانے سے پہلے ہی زہد۔ تقویٰ۔ شرافت۔ صداقت۔ دیانت۔ امانت۔ متانت اور دیگر محاسن میں مشہور تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے زندگی میں کبھی شراب نہیں پی۔ آپ کی بے تعصبی اور حق پسندی کا یہ عالم تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان سنتے ہی ایمان لے آئے۔ کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق سے واقف تھے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ آپ کا دعویٰ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اسلام قبول کرتے ہی آپ جان و مال سے اس کی خدمت میں مصروف ہوگئے چنانچہ آپ ہی کی تبلیغ سے حضرت عثمانؓ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہم مشرف باسلام ہوئے۔ آپ ہی نے حضرت بلالؓ۔ عامر بن فہیرہؓ۔ ابوفکیہہؓ۔ زنیرہؓ وغیرہم کو ان کے ظالم آقاؤں سے خرید کر آزاد کیا۔

جب مسلمانوں کی تعداد چالیس کے قریب ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب اسلام کی علانیہ اشاعت کے لئے مسجد حرام میں نماز پڑھنی چاہئے۔ چونکہ ابھی مسلمانوں کو اقتدار حاصل نہیں ہوا تھا۔ اور کفار کے سامنے اسلام کا اظہار کرنا خطرناک تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت تامل کیا۔ لیکن آخر ان کی درخواست منظور کر لی۔ حضرت ابوبکرؓ نے مسجد کعبہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں کفار کو اسلام کا پیغام سنایا۔ کفار نے غضبناک ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو بیدردی سے زدوکوب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ سر سے پاؤں تک مجروح ہوئے۔ اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ان کے خاندان والے ان کو مکان پر لے گئے۔ کسی کو ان کے بچنے کی امید نہ رہی۔ دن بھر ان پر غفلت طاری رہی۔ گھر والے ان کو پکارتے تھے لیکن وہ جواب نہ دے سکتے تھے۔ آخر شام کو ذرا ہوش آیا۔ اور آنکھ کھولی تو یہ کلمہ زبان سے نکلا۔ کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ جس شخص کی وجہ سے تم پر یہ مصیبت پڑی اسی کا حال پوچھتے ہو۔ ہمارا تو خیال تھا اب تم ان کا نام بھی نہ لوگے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس ملامت کی پروا نہ کی۔ اور یہی مطالبہ کرتے رہے۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت سے مطلع کرو۔ جب تک آپ کی خیریت معلوم نہ ہوگی میرے دل کو اطمینان نہ ہوگا۔

ان کے متعلقین اس تقاضے سے ناراض ہوئے۔ اور ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کی والدہ ام خیر نے کہا کہ ہم کو تمہارے متعلق اس قدر تشویش تھی کہ تمہارے ساتھیوں کا خیال ہی نہ رہا۔ اس لئے ہم کو ان میں سے کسی کا حال معلوم نہیں۔

حضرت عمرؓ کی بہن ام جمیلؓ درپردہ اسلام قبول کر چکی تھیں اور حضرت ابوبکرؓ کو اس حقیقت کا علم تھا۔ اس لئے آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ ام جمیلؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیجئے۔ چنانچہ جب وہ ام جمیلؓ کے پاس پہنچیں تو ام جمیلؓ ان کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر آئیں اور ان کی حالت زار دیکھ کر پریشان ہوگئیں اور تسلی دینے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم مجھے تسلی بعد میں دینا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ میں نے ان کو دشمنوں کے نرغہ میں دیکھا تھا۔ جب تک ان کی خیریت معلوم نہ ہوگی میری تسلی نہ ہوگی۔ ام جمیلؓ نے جواب دیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر و عافیت دار ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ "واللہ جب تک میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں گا نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا۔"

یہ سن کر آپ کی والدہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جانے کے لئے راضی ہوگئیں۔ اگرچہ آپ زخموں کی وجہ سے نہایت کمزور تھے اور آسانی سے حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے شوق میں چلنے کو تیار ہوگئے۔ اور بڑی مشکل سے اٹھتے بیٹھتے اور گھسٹتے ہوئے دار ارقم پہنچے۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے آپ کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا اور آپ کو اپنی تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی۔

جب کفارِ مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ میں پناہ لینے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جب برک غماد پہنچے تو ایک سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو مکہ معظمہ واپس لایا۔ اور اکابر قریش کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "کَیْفَ تُخْرِجُوْنَ رَجُلًا یَّکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَیَصِلُ الرَّحِمَ وَیَحْمِلُ الْکَلَّ وَیَقْرِی الضَّیْفَ وَیُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ؟ فَاتْرُکُوْہُ یَعْبُدِ اللّٰہَ فِیْ دَارِہٖ۔" تم کیوں ایسے شخص کو جلاوطن کرتے ہو جو محتاج کی مالی امداد کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے۔ مصیبت زدہ کا ہمدرد ہے۔ مہمان نواز ہے۔ اور راہ حق کی مشکلات میں ساتھ دیتا ہے۔ ان کو چھوڑ دو تاکہ اپنے گھر میں اللہ کی عبادت کریں۔

قریش نے اس کی تائید کی اور کہا کہ تمہاری پناہ ہماری پناہ ہے۔ اب کوئی ان سے تعرض نہ کرے گا۔

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اب قریش نے آپ کو پناہ دیدی ہے۔ آپ شوق سے گھر میں عبادت کیجئے۔ لیکن اتنا خیال رکھئے کہ علانیہ ارکان اسلام ادا کر کے ان کو اعتراض کا موقع نہ دیجئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کچھ دن تو ابن الدغنہ

لہ بیشک اللہ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔

کی نصیحت پر عمل کیا۔ لیکن اس کے بعد مکان سے باہر مسجد بنا کر اس میں نماز اور تلاوت کرنے لگے - ایک تو تلاوتِ قرآن - دوسرے حضرت صدیقؓ کی زبان حق ترجمان - نتیجہ یہ ہُوا کہ قریش کی عورتیں - بچے اور جوان آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور متاثر ہوتے تھے - یہ حال دیکھ کر سرداران قریش گھبرائے - اور ابن الدغنہ سے شکایت کرنے لگے کہ ہم نے صرف آپ کا لحاظ کرکے ابوبکر کو پناہ دی تھی - لیکن وہ اس پناہ سے بیجا فائدہ اُٹھا کر ہماری اور ہمارے دین کی توہین کر رہے ہیں - اگر ان کو مہلت دی گئی تو اندیشہ ہے کہ ان کا اعلان سُن کر ہمارے اہل و عیال مسلمان ہو جائیں گے اور ہمارے آبائی مذہب کا نشان مٹ جائے گا - اور اشاعت اسلام کی رفتار کو روکنے کی کوشش بیکار ہو جائے گی - لہٰذا آپ ان کو سمجھا کر علانیہ تلاوت سے روکئے - اگر نہ مانیں تو اپنی پناہ واپس لیجئے -

ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ - " کفار کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سُنو - اور اسکی قرأت کے وقت شور مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ - اور قرآن کے اثر سے محفوظ رہو -

کتنی عبرت کی بات ہے کہ قرون اولیٰ میں قرآن کا جو اثر کافروں پر ہوتا تھا وہ آج کل مسلمانوں پر بھی نہیں ہوتا -

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ قریش آپ کی علانیہ عبادت کی وجہ سے آپ کے مخالف ہیں - لہٰذا یا تو خفیہ عبادت کیجئے یا میری پناہ سے باہر ہوجائیے - آپ نے جواب دیا - " اَرُدُّ اِلَیْکَ جِوَارَکَ وَ اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰہِ - " میں تمہاری پناہ تم کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کی پناہ سے راضی ہوں -

ابن الدغنہ کی پناہ کے واپس ہوتے ہی حضرت ابوبکرؓ پھر قریش کے مظالم کا نشانہ بن گئے - لیکن آپ کی اسلامی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ دوسرے مسلمان تو کفّار کے جور و ستم کا شکار ہوں اور آپ ایک کافر کی پناہ میں آرام سے رہیں -

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ابن الدغنہ نے سرداران قریش کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کے جو اخلاق بیان کئے وہ وہی تھے جو پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجہؓ کے قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ کی مدح میں اگر کوئی مبالغہ کیا ہوتا تو کفار قریش ضرور اس کی تردید کرتے کیونکہ وہ ہر مسلمان کے دشمن جان تھے - لیکن کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی کسی ایک تعریفی لفظ کی تردید کی جرأت نہ ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کو ان اوصاف سے متصف سمجھتے تھے - انہوں نے عدم تردید سے ابن الدغنہ کے بیان کی تصدیق کر دی - الفضل ما شہدت بہ الاعداء - کمال وہ ہے جس کی شہادت دشمن بھی دیں -

ابن الدغنہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے - کہ حضرت ابوبکرؓ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ[۵۱] اور لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا[۵۲] " کی عملی تفسیر تھے - آپ نے صرف کلمہ پڑھ کر برائے نام مسلمان ہونا کافی نہ سمجھا - بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کے آئینہ دار بن گئے - ابتدائی دور میں اسلام کی ترقی کا باعث یہی تھا کہ مسلمانوں کو دیکھ کر ہی غیر مسلم اندازہ کر لیتے تھے - کہ جب یہ لوگ ایسے ہیں تو ان کا پیغمبر کس شان کا ہوگا - افسوس ہے کہ آج ہم مسلمان اپنی بے عملی سے اسلام اور پیغمبر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں - ہم کو دیکھ کر کوئی غیر مسلم ہمارے دین کے متعلق اچھی رائے قائم نہیں کرتا - مسلمان کسی حیثیت سے غیروں سے ممتاز نہیں رہے - اعمال کے لحاظ سے مسلمان اور نا مسلمان یکساں ہیں - مسلمانوں میں غیروں کے لئے کوئی کشش نہیں رہی - اس صورت میں وہ کس مُنہ سے دوسروں کو اپنے دین کی دعوت دے سکتے ہیں - ہر مسلمان کو چاہئیے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کی طرح آفتاب رسالت محمدیہ سے پوری روشنی حاصل کرے - آپ کا رنگ اپنے اُوپر چڑھائے اور اپنے اخلاق سے اسلام کی اشاعت کرے - تاکہ اسے دیکھ کر ہی غیر مسلم سمجھ جائیں کہ اس کے نبیؐ ایسے تھے -

نبوّت کے تیرھویں سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کو ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ آپ کے ہم سفر اور یار غار تھے - انہوں نے سفر کی تمام صعوبتیں خوشی سے برداشت کیں - اپنی تکلیف کو تکلیف نہ سمجھا - اور خدمت کا حق ادا کر دیا - قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر ہے - ثانی اثنین اذ ھما فی الغار - دو میں دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے -

کفار قریش نے مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا - اور ان پر بار بار فوج کشی کی - سب سے پہلا معرکہ ۲ھ میں بدر میں ہُوا حضرت ابوبکرؓ بھی اس میں شریک ہوئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کے کنارے ایک سائبان کے نیچے تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاسبان تھے - جب جنگ شروع ہوئی تو آپ سردار میمنہ تھے - حضرت علیؓ نے آپ کی شجاعت دیکھ کر آپ کو اشجع الناس (سب سے بہادر) کہا - اس جہاد میں مسلمان فتحیاب ہوئے اور کفار کے بڑے بڑے سردار مقتول اور گرفتار ہوئے -

اس کے بعد اُحد - خندق - خیبر - تبوک وغیرہ غزووں میں بھی حضرت ابوبکرؓ نے نمایاں حصّہ لیا اور جان مال کی بازی لگائی - غزوۂ تبوک میں آپ صاحب عَلَم تھے اور آپ نے اپنا تمام مال حاضر کر دیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا - کہ اے ابوبکرؓ اہل و عیال کے لئے بھی کچھ چھوڑا تو عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور رسولؐ کافی ہیں - آپ ایک سچے مومن کی طرح اپنی جان و مال کو اپنی نہیں بلکہ اللہ کی ملکیت سمجھتے تھے - جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍؓ " (کسی کے مال سے مجھے وہ فائدہ نہیں ہُوا جو ابوبکر کے مال سے ہُوا) تو عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اور میرا مال بھی آپ ہی کے ہیں - جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپکے پاس چالیس ہزار دینار تھے - جو آپ نے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت پہ خرچ کر دیئے - وفات کے وقت آپ کے ترکہ میں کفن کے لئے بھی ایک

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

---

۵۱ بیشک تمہارے لئے اللہ کا رسولؐ اچھا نمونہ ہے -
۵۲ تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے نگران ہو - اور رسولؐ تمہارے اعمال کا نگران ہو -

مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

امراض روحانی کا علاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ — اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ میں احباب کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاؤں۔ طالب اور شیخ دونوں کے ذمہ کچھ فرض عائد ہوتا ہے۔ میں اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھتا ہوں اور اس سے سبکدوش ہونے کے لئے احباب کی رہنمائی کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ یہ میرے فرائض عینیہ میں سے ہے آپ کا فرض ہے کہ جو کچھ میں عرض کروں اس کو لوح دل پر لکھ کر لے جائیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ طالب عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے شیخ کامل سے وابستہ ہو تو اس کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب کی تربیت کا سلسلہ رک جاتا ہے۔

انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ا۔ روح ۲۔ جسم۔ دونوں کی بیماریاں الگ الگ ہیں جس طرح بعض جسمانی بیماریاں مہلک ہوتی ہیں۔ مثلاً تپ دق۔ اسی طرح بعض روحانی بیماریاں بھی مہلک ہوتی ہیں۔ جسمانی بیماریوں کے معالج اطبا اور ڈاکٹر اور روحانی بیماریوں کے معالج انبیاء علیہم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ان کے دروازے کے غلام معالج ہوتے ہیں۔ عام طور پر روحانی بیماریوں کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ ہادی کی صحبت میں آنے کے بعد ان کا احساس ہوتا ہے۔ اگر ان سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گئے تو یہ روحانی بیماریاں قبر میں بھی تڑپائیں گی۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے۔ اس دن بھی یہ ساتھ ہونگی۔ اور اس کے بعد جہنم میں بھی ساتھ جائیں گی اگر ایمان بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ ایسی خطرناک بیماریوں کا احساس بہت کم ہے۔ جسمانی بیماریاں مرنے کے بعد فوراً ختم ہو جاتی ہیں۔ رات کو تپ دق کا مریض ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ صبح دم نکل گیا۔ ساری تکلیف ختم ہو گئی۔ ان کا تو اتنا احساس ہے۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی مریض کو بلا علاج نہیں رہنے دیا جاتا۔ ان کے معالج بھی بے شمار ہیں۔ ہمارے سامنے سو قدم کے اندر اندر دو ڈاکٹر اور دو حکیم ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس روحانی امراض کا عام طور پر احساس تک نہیں ہے۔ ان کا تذکرہ تو کتاب و سنت میں آتا ہے۔ اہل علم حضرات مدارس عربیہ میں ان سے اس طرح عبور کر جاتے ہیں۔ جس طرح مسافر خیبر میل میں رات کو راوی۔ چناب۔ جہلم۔ اٹک سب دریاؤں کو عبور کر جاتا ہے۔ اور پتہ بھی نہیں لگتا کہ کب دریا گزر گئے۔ عامۃ الناس اور انگریزی دانوں کو تو روحانی بیماریوں کا علم بھی نہیں ہوتا

آج میں تین روحانی بیماریوں کا علاج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ تین بیماریاں یہ ہیں۔ ا۔ عجب۔ ۲۔ کبر۔ ۳۔ حسد۔ ان کے علاوہ اور بہت سی روحانی بیماریاں ہیں۔ میں مبالغہ نہیں کرتا اور نہ ہی غصہ سے کہتا ہوں۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ یہ بیماریاں مہلک ہیں۔ مگر ان کا احساس نہیں ہے۔ مرنے کے بعد احساس ہوگا۔

عجب — ہر نعمت خدا داد ہوتی ہے ہمارا حق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایک نعمت عطا فرمائی ہے۔ عجب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر کی بجائے اسے اپنی محنت کا نتیجہ سمجھا جائے۔ مثلاً ایک شخص کے لڑکے پر کیس بن گیا۔ وہ لائلپور کا رہنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا بری ہو گیا۔ اگر وہ بے دین ہے۔ اور تربیت یافتہ نہیں ہے تو وہ یہی کہے گا کہ ہم نے چھ ماہ بہت دوڑ دھوپ کی لاہور کا قابل ترین بیرسٹر مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا لائلپور اور لاہور ایک کر دیا۔ اگر دن کو لائلپور میں تھے تو رات لاہور میں بسر کرتے تھے۔ تب جا کر لڑکا بری ہوا۔ خدا کا نام بھی درمیان میں نہیں آیا یہ عجب ہے۔ حالانکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ روپیہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اگر کنگال ہوتے تو کہاں سے خرچ کرتے۔ صحت بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اگر بیمار ہوتے تو دوڑ دھوپ کس طرح کرتے۔ بیرسٹر کے دماغ میں عقل کس نے ڈالی۔ اگر پاگل ہوتا تو کس طرح مقدمہ کی پیروی کرتا۔

عجب میں شرک کی بو آتی ہے یہ مہلک روحانی بیماری ہے۔ تربیت یافتہ ہر کامیابی کو اللہ تعالےٰ کا فضل بتلائے گا۔ ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ عجب کا علاج یہ ہے کہ اپنی محنت و سعی کو نظر انداز کر دیا جائے اور اپنی ہر کامیابی کو اللہ کا فضل سمجھا جائے۔ قارون مرض عجب کا مریض تھا۔

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (سورہ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

جب اس سے اس کی قوم نے کہا اترا مت۔ بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد

کا خواہاں نہ ہو۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ والے تو اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ مگر وہ بے ایمان جواب دیتا ہے

اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ

ترجمہ۔(کہا) یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔

نتیجہ کیا نکلا۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ الآیہ

اللہ تعالےٰ نے قارون کو مع اس کے خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا۔

تاکہ اس کی ملعون دولت کسی بندۂ خدا کے پیٹ میں نہ جانے پائے۔

کبر۔ کبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اعلےٰ اور دوسروں کو ذلیل سمجھے ہر شخص میں یہ بیماری ہوتی ہے۔ اِلَّا ماشاء اللہ۔ عالم ہو کر اپنے آپ کو جاہل سے کمتر سمجھے۔ یہ رنگ اللہ والوں کی صحبت میں پیدا ہوتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے ہیں واہ فیکٹری میں گیا تھا۔ وہاں علمائے کرام کے سامنے میں نے یہ بات کہی۔ وہ مان گئے کہ عالم اپنے آپ کو اعلےٰ اور جاہل کو اپنے سے ادنےٰ سمجھتے ہیں یہی کبر ہے۔

فرعون مرض کبر میں مبتلا تھا۔

وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ۬ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (سورہ الزخرف رکوع ۵ پ۲۵)

ترجمہ۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہی ہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کہہ سکتا۔

وہ بے ایمان موسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ذلیل کہتا۔ اور اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتا ہے۔ حالانکہ 50 کروڑ فرعون بھی جمع کئے جائیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام کے جوتے کے تلے کے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے موسیٰ پیغمبر خدا ہیں اس وجہ سے ان کے وجود پر خدا کی رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ ان کا جوتا جو ان کے وجود سے لگا ہوا ہے اس پر بھی خدا کی رحمت جوتے کے تلے کے ذرات پر بھی خدا کی رحمت۔ فرعون کے تاج پر بھی لعنت۔ اس کے تخت پر بھی لعنت۔

اب میں مرض کبر کا علاج کرتا ہوں ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسا گناہ کرتا ہے جس کو یا یہ جانتا ہے یا خدا جانتا ہے ایسے گناہوں کا سائن بورڈ بنا لیا جائے۔ نفس کی گردن غرور کو توڑنے کے لئے اس کو ڈانٹا جائے کہ تو یہ ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ ستاری سے کام لے رہے ہیں کہ تیرے عیب چھپا رکھے ہیں۔ اور خوبیاں ظاہر کر دی ہیں۔ تو بڑا پاکباز بنتا ہے۔ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں پر ظاہر ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر بھی نہ تھوکے۔

اولیاء کرام کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ان حضرات کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کشش کرتے ہیں اور ان کا وجود عذاب الٰہی کو روکے رکھتا ہے۔ لاہور میں اگر اس قسم کے اولیاء کرام نہ ہوں تو لاہور بھی کوئٹہ کی طرح تباہ ہو جاتا۔ اس قسم کے حضرات پبلک پلیٹ فارم پر آ کر کام نہیں کرتے۔ اگر لاہوریوں کو ان کا علم ہو جائے تو یہ ان کے منہ چڑھ نہ تھوکیں لیکن ایسے ایک بندۂ خدا کے جوتے پر لاہور کے شرابی۔ زانی اور ڈانس کھیلنے والے قربان کر دیئے جائیں تو ان کے جوتے کا حق ادا نہ ہو۔ اسی قسم کے حضرات کے لئے کسی نے کہا ہے ؎

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تیسری روحانی بیماری کا علاج پھر کبھی عرض کروں گا۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفایاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے

آمین یا الٰہ العالمین

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی اشاعت
ہر مسلمان کو کرنی چاہیئے

ہفتہ وار خبریں

لاہور ۲۱ر جنوری۔ حکومت پاکستان نے "بھارت اور پاکستان کو دوبارہ ملانے کا آئین مجریہ ۱۹۵۶ء" کے زیر عنوان ایک پمفلٹ کو ضبط کر لیا ہے۔ یہ پمفلٹ کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

مظفر آباد۔ ۲۳ر جنوری۔ مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعظم شیخ عبداللہ نے کشمیری عوام کو یقین دلایا ہے۔ کہ آخرکار آپ کو کامیابی ہو گی اور آپ کی جدوجہد آزادی رائیگاں نہیں جائیگی۔

سیالکوٹ۔ ۲۳ر جنوری۔ سری نگر سے موصول شدہ ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ وہاں مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کے فیصلے کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ مقبوضہ کشمیر کو مشرقی پنجاب میں ضم کر دیا جائے۔

لاہور۔ ۲۳ر جنوری۔ چیف جسٹس آف پاکستان نے آج مغربی پاکستان اسمبلی میں ضلع جھنگ کے حلقۂ انتخاب سے پانچ خالی نشستوں کو ضمنی انتخابات کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا ہے۔

لاہور۔ ۲۵ر جنوری۔ مغربی پاکستان کی حکومت مہاجرین کے قبضے میں اس وقت جو متروکہ مکانات، کارخانے اور اراضی ہے۔ انہیں ان میں مالکانہ حقوق دینے کی سکیم پر غور کر رہی ہے۔

الجزائر ۲۱ر جنوری۔ فرانسیسی حکام نے آج اعلان کیا ہے کہ کل جب ایک جھڑپ میں فرانسیسی سپاہیوں نے چھ حریت پسندوں کو شہید کر دیا ہے۔

سڈنی ۲۱ر جنوری۔ مشہور ریڈیو مبصر مسٹر جے ایم پرنٹائس نے گزشتہ روز ریڈیو سڈنی پر اعلان کیا کہ میں ذاتی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کشمیر قانونی اور اخلاقی طور پر پاکستان کا حصہ ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۲ر جنوری۔ سرینگر سے آمدہ معتبر خبروں میں بتایا گیا ہے

(باقی بر صفحہ ۱۸)

اسلام کی سیڑھی

(از جناب چوھدری قطب الدین صاحب حکیم حاذق مبلغ اسلام ملتان چھاؤنی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - امّا بعد

برادران اسلام میں نے ۴- جنوری کی اشاعت میں علم دوست حضرات کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اسلام ایک پختہ مکان کی مانند ہے جس پر چڑھنے کے لئے ایک سیڑھی کی ضرورت ہے اور سیڑھی پائے دانوں کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس لئے میں نے اسلام کی سیڑھی کے پانچ پائے دان گزشتہ اشاعت میں عرض کئے تھے۔ جن میں سے تین پائے دانوں کا مفصل ذکر کیا جاچکا ہے۔ یعنی کلمۂ توحید۔ نماز اور روزہ۔ یہ تینوں پائے دان ایسے ہیں جن پر قدم رکھنے یعنی عمل کرنے سے انسان کی جیب میں سے کچھ نہیں جاتا صرف معمولی سی زبان کو حرکت اور جسمانی ورزش کرنی پڑتی ہے۔ اور کچھ وقت بھی صرف ہوتا ہے۔ جب انسان نمبر۱ و نمبر۲ پائے دان پر مستحکم پاؤں جما لیتا ہے تو پھر تیسرے پائے دان کا نمبر آتا ہے۔ اس میں انسان کو کافی مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یعنی ایک معینہ وقت سے لے کر ایک مقررہ وقت تک اپنی ہر قسم کی خواہشات اور جذبات کو روکنا پڑتا ہے یہ ایک قسم کا جہاد ہے۔ جو نفس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور اس سے جسم کا تزکیہ ہوجاتا ہے۔ اسی کو ہم روزہ کہتے ہیں۔

(۴) جب انسان مذکورہ تین پائے دانوں پر اطمینان کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے تو قربان جاؤں اللہ عزّ و جل کی حکمت و دانائی اور سیاست کے کہ پہلے انسان کو اچھی طرح رام کرنے کے بعد اس کی جیب کو حرکت دی یعنی زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا۔ جس کو میں نے اسلام کی سیڑھی کے چہارم پائے دان سے تشبیہہ دی ہے۔ یعنی اسلام کی سیڑھی کا چوتھا پائے دان زکوٰۃ ہوا۔ جو کہ ہر صاحب نصاب مسلمان پر ادا کرنی فرض عین ہے۔ صاحب نصاب مسلمان وہ ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا موجود ہو یا چاندی اور سونا ملا کر اس مالیت کا ہو جائے۔ تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی جو مسلمان اس کی پروا نہیں کرتا وہ سزا سے مستثنے نہیں رہ سکتا۔ وہ بہت بڑا مجرم ہے اور اس کو وہ سزا ضرور ملے گی۔ جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کی ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ سزا سے بچنے کے لئے مال کا چالیسواں حصہ ادا کرتا رہے۔

جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک قارون نامی شخص تھا اور وہ آپ کا رشتہ دار تھا۔ بڑا مالدار تھا۔ آپ نے اس سے زکوٰۃ طلب کی۔ لیکن اس نے انکار کیا۔ بلکہ اُلٹا حضرت موسےٰ علیہ السلام کو رسوا کرنے کے درپے ہو گیا۔ چنانچہ اس نے ایک عورت کو لالچ دے کر کھڑا کیا اور اُدھر پیغمبر خدا کا وعظ کروایا۔ جب حضرت نے وعظ شروع کیا تو قارون نے اس عورت کو اشارہ کیا اور اس نے کھڑے ہو کر کہدیا کہ حضرت نے میرے ساتھ ایسا کیا چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ بڑے جلال والے پیغمبر تھے۔ جب اس عورت کی طرف دیکھا تو وہ تھر تھر کانپنے لگی۔ اور اس نے سچی بات اسی مجمع میں بتا دی کہ مجھے تو قارون نے سکھایا تھا۔ بس پھر کیا تھا حضرت موسےٰ علیہ السلام جلال میں آگئے اور زمین کو حکم دیا کہ قارون کو خدا کے حکم سے پکڑ لے۔ حکم ملتے ہی زمین نے اس کو نگلنا شروع کر دیا۔ اور اس کا تمام مال بھی خدا کے حکم سے باندھ کر اس کے سر پر رکھ دیا گیا اور وہ قیامت تک غرق ہی ہوتا چلا جائے گا۔ یہ سزا تو قوم بنی اسرائیل کے سامنے دی گئی اور جو قیامت کو سزا ملے گی وہ قرآن کی زبان سے سنئے۔

(وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اُس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے پس اے نبی اُن کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ پھر جس دن گرم کیا جائے گا اُس کو (وہ سونا اور چاندی جس کی زکوٰۃ نہیں دی ہوگی) دوزخ کی آگ میں اور داغ دیئے جائیں گے اس سے ان کی پیشانیوں پر اور ان کی کروٹوں پر اور ان کی پیٹھوں پر اور کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔ اپنی جان کے لئے پس اپنے جمع کئے ہوئے کا مزا چکھو۔

مطلب یہ ہوا کہ جو مال انسان نے محنت و مشقت سے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ وہ بھی قیامت کے دن وبال جان بن جائے گا۔ اور ایک عذاب کا ذریعہ بن جائے گا۔ جب تک اُس کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہ کیا جائے گا۔ جب یہ مال جس کو انسان محبت سے رکھتا ہے۔ عذاب کا باعث بن گیا۔ تو اس وقت انسان کف افسوس ملے گا کہ ہائے میرے ہاتھ کا کمایا ہوا مال بھی آج میرا دشمن ہے۔ اور مجھے اس مال ہی کے ذریعہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق اس مال کو خرچ کرتا مگر اس وقت کا افسوس کسی کام نہیں آئیگا۔

یہ ہے اسلام کی سیڑھی کے پائے دان چہارم سے گرنے کی سزا۔ اے انسان تو اب بیدار ہو اور غفلت کی آنکھ جو تو نے بند کی ہوئی ہے اسے کھول کر دیکھ تمہیں عقل اور شعور خدا نے دے رکھا ہے۔ خدا اور رسولؐ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق مال خرچ کر ورنہ ع

پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

والا معاملہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اس عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

جس مسلمان نے اسلام کی سیڑھی کے پائے دان چہارم پر صدق دل سے قدم رکھا یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقہ سے اپنا مال خرچ کیا تو اس کی جو جزا ملے گی وہ بھی قرآن حکیم کی زبان سے ملاحظہ فرمائیے۔ (ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۱ پارہ ۱

ترجمہ۔ یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کو دنیا میں دین اور زندگی کا سیدھا راستہ بتاتا ہے۔ اور یہ پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

اور پھر فرمایا۔ (اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور فلاح کے حقدار ایسے ہی لوگ ہونگے۔

تو مطلب یہ ہُوا کہ جو لوگ اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریق پر خرچ کرتے ہیں انہیں اللہ تعالےٰ خود اپنے پاک کلام میں ہدایت یافتہ فلاح کے حقدار۔ پرہیزگار اور ایماندار کے نام سے نامزد فرماتے ہیں۔ یہ کوئی کم جزا ہے؟ جس کو اللہ ایسے ایسے خطاب عطا فرمائے تو اس جیسا کون بانصیب آدمی ہو سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اور جن میں ایمان نہیں اور جو نماز اور زکوٰۃ کے پابند نہیں وہ نہ ہدایت پر ہیں اور نہ انہیں فلاح نصیب ہو گی۔

پھر فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

سورہ مومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں یعنی انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنا اپنا شغل بنایا ہُوا ہے۔ تو یہ لوگ مومنین کی جماعت میں شامل ہیں۔ جن کی شان اللہ تعالےٰ اٹھارھویں پارے کے پہلے رکوع میں بیان فرماتے ہیں۔ دُنیا میں ان کو اس کام کا صلہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہے وہ یہ کہ اللہ انہیں ثابت قدم رکھتا ہے حوصلہ بلند کرتا ہے اور مال میں برکت ڈالتا ہے۔ اب آخرت کا بڑا بدلہ قرآن کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

(اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

سورہ مومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو وارث ہونگے جنت فردوس کے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مطلب یہ ہُوا کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی صفات مومن میں سے ہے اور ایسی ہی صفات والے مومنین کے لئے جنت فردوس کی بشارت دی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہُوا ہے کہ وہ لوگ جو جنت فردوس میں جائینگے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ان کا داخلہ کوئی عارضی نہیں ہوگا۔ پھر کیوں نہ انسان ایسی بیش بہا چیز کے لئے کوشش کرے۔ یعنی اسلام کی سیڑھی کے ہر چہار پائے داروں پر مستعدی سے پاؤں رکھے۔ خواہ اس کو کیسی ہی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے لیکن پائے اثبات نہ ڈگمگانے پائے۔ تاکہ اتنا بڑا اجر حاصل کر سکے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اس امر کی اہمیت اس حدیث سے اور واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے اس طرح جنگ کی جیسے کفّار سے جنگ کی جاتی ہے۔ حالانکہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے۔ خدا اور رسولؐ کا اقرار کرتے تھے اس سے معلوم ہُوا کہ زکوٰۃ ایک ایسی اہم چیز ہے کہ جس کے بغیر نماز روزہ اور شہادت ایمان سب بیکار ہیں۔ کسی چیز کا بھی اس کے بغیر اعتبار نہیں کیا گیا۔ اگر اس کی اہمیّت کچھ کم ہوتی تو جناب امیرالمومنین ان قبائل سے کبھی جنگ نہ کرتے۔ کیونکہ مسلمان کے ساتھ جنگ منع ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ زکوٰۃ دینے والوں کے اسلام میں بھی شک ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اس فریضہ کو ادا کرکے مکمل مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

زکوٰۃ کے حکم کی تاریخ

یہ حکم کوئی امتِ محمدیہ پر ہی نہیں نافذ کیا گیا بلکہ قرآن کے اوراق کو اُلٹ کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ زمانہ قدیم سے تمام انبیاء کی اُمتوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم لازمی طور پر دیا گیا اور اسلام کسی زمانہ میں بھی ان دو چیزوں سے خالی نہیں رہا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا۔

(وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

سورہ انبیاء رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے ان کو انسانوں کا پیشوا بنایا اور وہ ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کو ہدایت اور نصیحت کرتے تھے اور ہم نے انہیں بذریعہ وحی نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تعلیم دی اور وہ ہمارے عبادت کرنیوالے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام علیٰ نبینا کے متعلق ارشاد باری سُن لیجئے۔

(وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ سورہ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک برگزیدہ تھے۔

مطلب یہ ہُوا کہ جب سے دُنیا ظہور میں آئی اور پند و نصیحت کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت سے ہی ان احکام کا وجود ظہور میں آگیا۔ اور لوگوں کو ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے سختی سے کہا گیا کہ کوئی آدمی اس کے بغیر تتبع سنّت نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی قرآن کی رو سے مومن کہلانے کا حقدار ہو سکتا ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دُعا

آپ نے اپنی قوم کے متعلق بارگاہ ایزدی میں دُعا کی کہ اے میرے احکم الحاکمین ہمیں دُنیا کی بھلائی بھی عطا فرما اور آخرت کی بھلائی بھی۔ آپ کو معلوم ہے + پیغمبر کی دُعا کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

(قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ۔ میں جسے چاہوں گا اپنے عذاب میں گھیر لونگا۔ اگرچہ میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ مگر یہ رحمت انہیں لوگوں کے حق میں لکھی جائے گی جو مجھ سے ڈریں گے اور زکوٰۃ دینگے۔ اور ہماری آیات پر صدق دل سے ایمان لائیں گے۔

مطلب یہ ہُوا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں۔ کبھی کہا کہ ہم خدا کو بغیر دیکھے نہیں مانتے۔ کبھی کہا کہ ہم من سلویٰ ہمیشہ نہیں استعمال کر سکتے کبھی کہا کہ ہمیں کوئی خدا کی طرف سے قانون لا کر دکھاؤ۔ کبھی سامری کے بچھڑے کو خدا بنا بیٹھے علیٰ ہٰذالقیاس وہ تھوڑے دل کے لوگ تھے۔ اور روپیہ پیسہ ان کو بہت عزیز تھا جیسا کہ آج کل بھی یہودی قوم کو اسی حالت میں دیکھا جا رہا ہے۔ کہ وہ پیسے کے پیر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے کلیم کی دُعا کے جواب میں صاف فرما دیا کہ تمہاری اُمّت زکوٰۃ پہ پابندی کرے گی تو میری رحمت اُن پر نازل ہوگی۔ ورنہ ابھی سے یہ بات یاد رکھو کہ وہ میری رحمت کی امید نہ رکھیں اور میرا عذاب انہیں گرفت میں لے لیگا۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو محفوظ رکھے آمین یا الٰہ العالمین۔

چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد بھی تنبیہات ہوتی رہیں۔ اور ان سے وعدے وعید ہوتے رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کرتے رہو۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ صدیق اکبرؓ صفحہ ۱۲ سے آگے)

پیسہ نہ تھا۔

صفر ۱۱ھ کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے۔ جب مرض بڑھ گیا اور مسجد میں تشریف لانے سے معذور ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ مدینہ میں سناٹا چھا گیا۔ بعض صحابہ کو جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے یقین نہ آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھ کر ان کو یقین دلایا کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی وما محمد الا رسول۔ قد خلت من قبلہ الرسل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ میں تمہارا والی بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں تمہارا والی بنایا گیا ہوں حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں راہ راست پر رہوں۔ تو میرا ساتھ دو۔ اگر غلطی کروں تو اصلاح کرو۔ تم میں کمزور اور قوی میرے نزدیک برابر ہیں۔ اگر کوئی قوی کسی کمزور کا حق غصب کرے گا تو میں اس کمزور کی حمایت کروں گا۔ اور اس کا حق دلواؤں گا۔ اگر میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرو ورنہ نہیں۔

حضرت سرور کائناتؐ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے حضرت اسامہؓ بن زید کی قیادت میں ایک لشکر رومیوں کے مقابلہ پر بھیجنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن آپ کی بیماری کی وجہ سے تعمیل نہ ہو سکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ ہوتے ہی اس کی روانگی کا حکم دیا۔ صحابہؓ نے رائے دی کہ ایسے نازک وقت میں لشکر کا باہر جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے ملک میں فتنۂ ارتداد پھیلا ہوا ہے۔ اور اہل کتاب بھی بغاوت پر آمادہ ہیں۔ آپ کی حفاظت کے لئے لشکر کا مدینہ میں رہنا ضروری ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر مجھے یہ بھی اندیشہ ہوتا کہ بستیوں میں میں اکیلا رہ جاؤں گا اور درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں اسامہ کے لشکر کو ضرور روانہ کرتا۔ بعض نے تجویز کی کہ اسامہ کمسن ہیں اس لئے ان کی جگہ کسی سن رسیدہ تجربہ کار کو سپہ سالار مقرر کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مجھے اختیار نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے امیر کو معزول کروں۔ چنانچہ یہ لشکر روانہ ہوا اور اپنی مہم میں کامیاب ہو کر واپس آیا۔ (باقی پھر)

بقیہ فرائض رسالت صفحہ ۱۰ سے آگے۔

مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ط پ ۶ ع ۔

ترجمہ۔ اے کتاب والو! آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا۔ کھولتا ہے تم پر رسولوں کے انقطاع کے بعد۔ کبھی تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمہارے پاس خوشی یا ڈر سنانے والا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد تقریباً پونے پانچ سو برس سے انبیاء کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ ساری دنیا الا ماشاء اللہ جہل، غفلت اور اوہام و اہوا کی تاریکیوں میں پڑی تھی۔ ہدایت کے چراغ گل ہو چکے تھے۔ ظلم و عدوان، فساد و الحاد کی گھٹا تمام آفاق پر چھا رہی تھی۔ اس وقت سارے جہان کی اصلاح کے لئے خدا نے سب سے بڑا ہادی اور نذیر و بشیر بھیجا۔

(بقیہ ذکر الٰہی صفحہ ۲ سے آگے)

نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ۔ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطٰنُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ (مشارق الانوار بحوالہ مسلم شریف)

ترجمہ۔ جب (شام) کو مرد اپنے گھر آیا۔ اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی اللہ کو یاد کیا۔ اور کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کو یاد کیا۔ تو شیطان (اپنے ساتھی شیطانوں کو) کہتا ہے کہ اس گھر میں تمہارے لئے نہ تو رات کو رہنے کا ٹھکانا ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔

اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت ذکرِ الٰہی نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ رات کا بسیرا تو مل گیا۔ اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات کا رہنا اور کھانا دونوں مل گئے۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ جب گھر کے اندر قدم رکھیں تو ذکرِ الٰہی کر لیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر گھر میں قدم رکھیں۔

جب کھانا سامنے آ جائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کھانا شروع کریں۔ تاکہ ہمارے حلال و پاک طعام میں شیطانوں کو شرکت کا موقعہ نہ ملے۔

ہمارے گھروں میں بڑی بوڑھی عورتوں کا یہ بڑا اچھا دستور تھا کہ جب کوئی گھر میں قدم رکھتا تو کہتیں بسم اللہ میرا ویر (بھائی) آیا۔ وغیرہ۔ اس میں آنے والے کے لئے یاد دہانی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے لے۔

دوسرا اچھا دستور یہ تھا کہ جب کھانا سامنے رکھا جاتا تو کہا جاتا کہ بسم اللہ کریں۔ یہ بھی یاد دہانی تھی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر کھانا تناول کریں۔ (باقی دارد)

ہفتہ وار خبریں صفحہ ۱۴ سے آگے

کہ جب سے کشمیر کا مسئلہ دوبارہ سلامتی کونسل میں پیش ہوا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی سیاسی صورت حال میں غیر معمولی تبدیل ہو گیا ہے اور حالات کافی نازک اور ہولناک ہو گئے ہیں۔

نیویارک۔ ۲۵ر جنوری۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے آج پانچ ملکوں کی پیش کردہ قرار داد منظور کر لی، اس قرار داد میں کہا گیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے حالات جوں کے توں برقرار رکھے جائیں۔ مقبوضہ کشمیر کو ہندوستان میں شامل کرنے کے متعلق کوئی اقدام اس وقت تک نہ کیا جائے۔ جب تک کونسل ہندوستان اور پاکستان کے درمیان اس تنازعہ پر غور کر رہی ہے

نئی دہلی ۲۵ر جنوری۔ بھارت کے وزیر اعظم نے آج یہاں اعلان کیا ہے کہ سلامتی کونسل میں پانچ طاقتوں کی قرار داد منظور ہونے سے کشمیر کے معاملے میں بھارت کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (رواہ البخاری)

ترجمہ: خباب بن ارت رض کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں سر کے نیچے کمبل رکھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے کہ ہم نے کفار کی شکایت کی اور عرض کیا کہ مشرکوں سے ہم کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا آپ کافروں کے لئے خدا سے بددعا نہیں کرتے۔ یہ سن کر آپ اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور پھر آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس گڑھے میں آدمی کو بٹھایا یا کھڑا کیا جاتا تھا۔ اور پھر آرہ لا کر سر پر رکھا جاتا تھا۔ اور آرہ سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن یہ عذاب اس کو دین سے منحرف نہ ہونے دیتا تھا۔ اور وہ اپنے دین پر ثابت قدم رہتے تھے اور لوگوں کے جسم پر لوہے کی کنگھی چلائی جاتی تھی جس سے ان کا گوشت اور ہڈی تک کٹ جاتی تھی اور وہ اپنے دین سے نہ ہٹتے تھے۔ قسم ہے خدا کی یہ دین کامل ہوگا اور اس درجہ ترقی کرے گا کہ ایک تنہا سوار صنعا (یمن) سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گا۔ اور بکریوں والا سوائے بھیڑیئے کے اپنی بکریوں کے متعلق کسی سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ (رواہ مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلۂ شنوہ کی شاخ ازد کا ایک شخص جس کا نام ضماد تھا۔ مکہ میں آیا۔ ضماد منتر پڑھتا اور آسیب و جن کے لئے پھونک پھانک کیا کرتا تھا۔ اس نے مکہ کے بیوقوفوں سے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہو گیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ اگر میں اس شخص محمدؐ کو دیکھوں (تو علاج کر دوں) ممکن ہے میرے علاج سے خدا اس کو شفا عنایت فرمائے۔ ابن عباس رض کا بیان ہے کہ ضماد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا اے محمدؐ میں آسیب اور جن وغیرہ کا منتر پڑھتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارا علاج کر دوں۔ رسول اللہؐ نے اس کو جواب میں فرمایا تمام تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں۔ ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ وہ جس کو سیدھا راستہ دکھا دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں اس امر کا اعتراف کرتا اور شہادت دیتا ہوں۔ کہ سوائے خدا کے کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں اس امر کا اعتراف کرتا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد خطبہ دینا چاہا تھا۔ لیکن پھر آپ خاموش ہو گئے اور جو کچھ فرما چکے تھے اسی کو کافی سمجھا۔ ضماد نے آپ کے الفاظ کو سن کر عرض کیا۔ کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے۔ اس کو دوبارہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کو فرمایا اور تین مرتبہ فرمایا۔ ضماد نے کہا۔ میں نے کاہنوں کے اقوال کو سنا ہے اور میں نے ساحروں کے کلمات کو سنا ہے اور میں نے شاعروں کے اشعار کو سنا ہے۔ لیکن آپ کے ان کلمات کے مانند کوئی کلام نہیں سنا۔ آپ کے یہ کلمے (فصاحت و بلاغت میں) دریا کی گہرائی تک پہنچ گئے ہیں۔ تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تمہارے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر دوں۔ ابن عباس رض کہتے ہیں کہ ضماد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ (مسلم)

بچوں کا صفحہ

دیانتداری

(از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری)

عزیزو! ہم صحیح مسلمان اس وقت ہی کہلا سکتے ہیں جب ہم دوسروں کے حقوق کی اپنے حقوق کی طرح حفاظت کریں۔ ہر بات میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، دیانت داری کے اصول کو ترک نہ کریں۔ ہمارے بزرگوں میں یہ خوبیاں پوری طرح موجود تھیں جن کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے سیدھے راہ پر آگئے۔ اور آج بھی کروڑوں مسلمان اپنے بزرگوں پر فخر کرتے ہیں۔ مثلاً خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس ملکِ یمن سے شہد کی مشکیں آئیں۔ آپ نے وہ بیت المال میں رکھوا دیں۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان میں سے شہد اس لئے بقدرِ ضرورت لے لیا۔ کہ جب والد صاحب تقسیم فرمائیں گے۔ تو ہم اپنا حصہ کو پیشگی وصول کر لینے کی اطلاع کر دیں گے۔ چنانچہ جب دوسرے دن ایسا ہوا تو پہلے حضرت علیؓ نے فوراً جواب طلبی فرمائی کہ اس قدر شہد کہاں گیا۔ جب صاحبزادے نے انہیں شہد کا حصہ لینے کے متعلق بتایا تو فرمانے لگے۔ "ہاں یہ تو درست ہے کہ بیت المال میں تمہارا بھی حق تھا۔ لیکن تمہیں دوسروں سے پہلے اپنا حق لینے کی کس نے اجازت دی؟

عزیزو! حق پرستوں کے نزدیک اس قدر حق تلفی بھی ناگوار ہے کہ اس میں بھی دیانت داری پر حرف آتا ہے۔ حضرت ابو بن ادھمؒ جن کے بارے میں بارہا کئی واقعات آپ اس صفحہ پر پڑھ چکے ہیں۔ جب انہوں نے ایک دفعہ کسی باغ میں چوکیداری کی ملازمت نہایت قلیل تنخواہ پر اختیار کی تو ایک دن باغ کا مالک ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ بھئی کوئی میٹھا سا انار تو توڑ کر لاؤ۔ حضرت ابراہیمؒ نے انار حاضر کر دیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ ترش نکلا۔ مالک نے کہا کہ خوب! ہم نے تم سے میٹھا انار منگوایا تھا تم ترش لے آئے۔ چنانچہ آپ دوبارہ گئے اور دوسرا انار خوش رنگ اور بڑا دیکھ کر لائے۔ کہ شاید میٹھا اور مالک کی خواہش کے مطابق ہو۔ اتفاق سے وہ بھی ترش نکلا۔ اب مالک تو کہنے لگا واہ بھئی واہ! اتنے عرصہ سے باغ میں رہ رہے ہو۔ لیکن میٹھے اور ترش انار میں تمیز نہیں کر سکتے۔ آپ نے برجستہ جواب دیا۔ جناب! میں انار کی حفاظت پر ملازم ہوں۔ ان کے چکھنے اور تمیز کرنے پر نہیں۔ مالک شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ تم بڑی دیانتداری کا دم بھرتے ہو۔ جیسے کہ ابراہیم بن ادہمؒ ہی ہو۔ آپ کو اپنا نام سن کر پریشانی ہوئی اور کہا لیجئے جناب! اپنا باغ سنبھالئے۔ میں ملازمت نہیں کرتا اور چلے گئے۔ بعد میں جب مالک کو پتہ چلا کہ آپ ہی حضرت ابراہیم بن ادہمؒ تھے تو بہت شرمسار ہوا اور بھاگا بھاگا آپ کے پاس گیا اور واپس چلنے کو کہا آپ نے جواب دیا نا بھئی ہم نہیں جاتے۔ پہلے تو محض ملازمت تھی اب بزرگی بھی ہوگی۔ لیکن ہم تو محنت کر کے کھاتے ہیں اور نیکی اور دیانت داری کو بیچتے نہیں پھرتے۔ یہ کہا اور چل دیئے۔ اور تلاش کرنے پر بھی دستیاب نہ ہوئے۔

عزیزو! اگر ہم اسی معیار دیانتداری کو سامنے رکھیں۔ اور ہمیں یہ یاد رہے کہ معمولی سے معمولی بد دیانتی کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کو جواب دہ ہوں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ ہم اس روحانی بیماری سے کم از کم صحت مند ہو سکتے ہیں۔

دو بھائی

(از جناب مخدوم علی صاحب)

دو بھائی تھے۔ جنہیں جیب خرچ کے لئے گھر سے ایک ایک پیسہ روز ملتا تھا۔ چھوٹے کی تو یہ عادت تھی کہ کبھی خرچتا اور کبھی جمع کرتا۔ بڑے بھائی کی یہ حالت تھی۔ کہ جب مدرسے میں کھیلنے کی چھٹی ہوتی تو مدرسے کے مٹھائی والے کی دکان پر جا موجود ہوتا۔ بھلا اس کی رنگا رنگ مٹھائیوں کے رو برو اس کا ایک پیسہ کیا چیز تھا۔ دس پندرہ دن تو اس نے مشکل سے گزارہ کیا۔ لیکن پھر اس نے قرض لینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ دکاندار کے اس کی طرف دو روپے ہو گئے۔ دکاندار نے روپے مانگے تو یہ گھبرایا۔ باپ کی آمدنی کم تھی۔ وہاں سے کچھ ملنے کی امید تو کیا۔ الٹا پٹنے کا ڈر تھا۔ آخر ایک دن دکاندار نے بستہ چھین لیا۔ اس پر دوسرے دن اسے مدرسے سے غیر حاضر ہونا پڑا۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو سمجھایا۔ اور پھر دکاندار کی منت کی۔ کہ اس کا بستہ دے دو۔ آج سے دو پیسے روز دے کر تمہاری رقم ختم کر دیں گے اور چھوٹا لڑکا بڑے کا اور اپنا پیسہ ملا کر دو پیسے دکاندار کو دے دیتا۔ اس طرح آہستہ آہستہ قرض اتر گیا۔ اور ساتھ ہی بڑے کو بھی کفایت شعاری کی عادت پڑ گئی۔

عزیزو! تمہیں اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اور ایسی عادتوں سے بچنا چاہئے۔ ایسی عادتوں سے چوری وغیرہ کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور لڑکے چٹورے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے قرض وغیرہ سے بچتے رہیں۔ اور ساتھ ہی فضول خرچی سے بھی۔ ورنہ تم کو بھی شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم کہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C/ ۱۶۲۲۱ - مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T-B-C/ ۲۷۳۰ - ۲۷۸۱ - مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ لعہ
ششماہی للعہ
فی پرچہ ۴ر

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے ملنے کا پتہ

۱- جھنگ مگھیانہ - حافظ جان محمد صاحب آزاد
۲- میلسی ضلع ملتان - میاں محمد عبدالواحد صاحب عابد نیوز ایجنٹ
۲- قاری بک سٹال مسجد مائی مالی -
۳- حضرو ضلع اٹک - خان نصیراللہ خاں پٹھان -
۴- حویلیاں ضلع ہزارہ - زمان کریانہ سٹور لنڈا بازار
۵- کیمبل پور - قاضی محمد عبداللطیف صاحب مکان نمبر ۲/۴ متصل گرلز ہائی سکول -

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپوا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔